خصائل سیئہ نے ان کو صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح نیست و نابود کردیا۔ اور آج وہ اس طرح بے نشان ہیں گویا کبھی تھے ہی نہیں خود ہندوستان میں بادشاہت کرنے والوں کو دیکھئے کہ آج دہلی کا لال قلعہ ویران نظر آرہا ہے اور زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ ہمارے اندر کبھی وہ ہستیاں رہا کرتی تھیں جن کی پرورش نہایت ہی ناز و نعم میں ہوا کرتی تھی لیکن صرف قرآن و حدیث کے چھوڑنے پر یہ نوبت پہونچی کہ آج لال قلعہ بالکل ویران ہے برعکس اس کے زمانہ حاضر میں امام ابن سعود خلد اللہ ملکہ کو دیکھئے کہ وہ کس طرح قرآن و حدیث کی پابندی میں حکومت کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج ساری دنیا پر ان کا رعب چھایا ہوا ہے اگرچہ ان کی حکومت دیگر حکومتوں کے لحاظ سے چھوٹی ہے لیکن پھر بھی قدرت نے ان کو ملکوتی طاقت دی ہے کہ ان کو کوئی نیچا نہیں کرسکتا۔ اللہ ان کی حکومت و سلطنت کو اور بڑھائے آمین۔ پس مسلمانوں یہی دونوں چیزیں اصل ہیں کامیاب اور فائز المرام ہوا وہ شخص جس نے ان کو مضبوطی سے پکڑا اور دین و دنیا خراب ہوئی اس شخص کی جس نے دنیاوی عیش و آرام اور لہو و لعب میں پھنسکر ان کو کچھ نہ سمجھا خداوند قدوس جمیع مسلمین کو قرآن و حدیث کی تابعداری کی توفیق دے آمین ثم آمین

DELHI-1100

سخاوت

بزرگی بایدت بخشندگی کن + کہ دانہ تانیفشانی نروید

(از مولوی عبد المجید متعلم جماعت اولیٰ دار الحدیث رحمانیہ)

اسلام نے اعتقادات و عبادات کی جیسی نرالی اور اعلیٰ تعلیم دی ہے اسکی نظیر ملنی محال ہے۔ لیکن اسی پر بس نہیں ہے اسلام نے اخلاق عامہ کو بھی مذہبی طور پر اتنا ممتاز کردیا ہے کہ دوسرے مذاہب اس کی گرد بھی نہیں پاسکتے۔ انھیں اخلاقی تعلیمات میں ایک چیز سخاوت ہے جو خدا کے نزدیک بیحد محبوب ہے۔ چنانچہ متعدد جگہ فرمایا وانفقوا مما رزقنکم من قبل ان یاتی احدکم الموت۔ یعنی اپنی زندگی ہی میں اپنے مال میں سے خرچ کرو۔ پھر اس کے اجر و ثواب کا بھی اکثر جگہ تذکرہ کیا۔ کہ سخیوں کی نیکیاں بہت بڑھجاتی ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتادیا کہ اپنے مال کو اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کے بعد احسان ہرگز نہ جتلاؤ ورنہ اجر سے محروم ہوجاؤ گے۔ اسی طرح جہاد کا حکم دیتے ہوئے فرمایا جاھدوا فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم۔ مال کے جہاد سے مراد سخاوت ہی ہے۔ الغرض ایک مسلمان کیلئے سخاوت بہترین زیور ہے۔ رسول اللہ صلعم کی حدیثوں میں بھی اس کی ترغیب بہت ملتی ہے۔ آنحضور صلعم ارشاد فرماتے ہیں۔ السخی قریبٌ من اللہ وقریب من الناس وبعیدٌ من النار والبخیل بعید من اللہ وبعید من الناس وقریب من النار۔ یعنی سخی اللہ سے قریب ہوتا ہے اور لوگوں سے بھی قریب ہوتا ہے اور جنت سے نزدیک ہوتا ہے اور جہنم کی آگ سے دور ہوتا ہے۔ اور بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے اور لوگوں سے بھی دور ہوتا اور دوزخ سے

تعداد بیان ہوتا ہے۔ حضورؐ نے سخاوت کے متعلق صرف لوگوں ہی کو ترغیب نہیں دی بلکہ خود بھی عملی نمونہ پیش کیا۔ آپ کی سخاوت کی یہ حالت تھی کہ آپ نے کبھی کسی سائل کو واپس نہیں پھیرا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک سائل آتا ہے اور سوال کرتا ہے آپ فرماتے ہیں کہ بیٹھو۔ پھر دوسرا آتا ہے اسکو بھی آپ کہتے ہیں کہ بیٹھو۔ پھر تیسرا آتا ہے اسکو بھی آپ کہتے ہیں کہ بیٹھو اس وقت آپ کے پاس کچھ نہ تھا کہ آپ دیتے آخر ایک شخص آیا اس نے چار اوقیہ چاندی آپ کی خدمت میں پیش کی۔ آپ نے ان تینوں کو تین اوقیہ چاندی تقسیم کر دیا۔ ایک اوقیہ چاندی بچ گئی تو آپ نے پکارا کوئی لینے والا ہے کوئی نہ نکلا۔ آنحضورؐ اس چاندی کو سرہانے رکھکر سو گئے آپ کو رات کے وقت نیند نہیں آتی تھی آپ اٹھتے اور نماز پڑھتے حضرت ام المومنین عائشہؓ نے پوچھا کیا حضورؐ کو کوئی تکلیف تو نہیں۔ آنحضورؐ نے فرمایا نہیں پھر آپ اٹھے اور نماز پڑھنے لگے۔ پھر حضرت ام المومنین ؓ نے پوچھا کہ کیا کوئی خاص حکم نازل ہوا ہے آپ نے فرمایا نہیں حضرت عائشہؓ نے کہا کہ پھر کیوں اتنی بیقراری ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ جو چاندی میرے سرہانے رکھی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اسی حالت میں فوت ہو جاؤں اور یہ چاندی میرے سرہانے رکھی رہ جائے حدیث میں ہے کہ جسوقت آپ کا انتقال ہوا اسوقت آپ کے گھر میں کسی قسم کی دولت نہ تھی۔ ایک حدیث میں ہے کہ ما سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئاً قط فقال لا یعنی کبھی ایسا نہ ہوا کہ آپ سے کسی نے کچھ مانگا ہو اور آپ نے انکار کر دیا ہو۔ آپ کے صحابہ کرامؓ بھی آپ کی صحبت کی وجہ سے اسی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ چنانچہ غزوہ تبوک میں جبکہ مسلمانوں کے پاس لڑائی کے سامان نہ تھے آپ فرماتے ہیں کہ کون شخص ہے جو سخاوت کرے تمام صحابی جاتے ہیں اور مال لاتے ہیں کوئی آدھا مال لاتا ہے کوئی کچھ لاتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھر کا تمام مال لے آتے ہیں۔ آنحضورؐ پوچھتے ہیں کہ آپ کتنا مال لائے۔ حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ میں گھر میں صرف اللہ اور اللہ کے رسولؐ کا نام چھوڑ آیا ہوں یہ تھی حضرتؐ کے جان نثار صحابہ کی سخاوت کی حالت۔ جن کو اللہ نے دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری دے دی تھی۔ حضرت عائشہؓ کی سخاوت کی یہ حالت تھی کہ جب ان کے پاس پیسہ آتا تو فوراً اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتیں۔ اسی طرح ایک اور صحابی کا واقعہ ہے کہ ایک شخص آنحضورؐ کے پاس مہمان ہوتا ہے آپ فرماتے ہیں کہ کون ہے جو اس مہمان کی میزبانی کرے ایک صحابی اٹھکر اپنے یہاں لے جاتے ہیں گھر میں صرف ذرا سا کھانا بچوں کیلئے رہتا ہے لیکن وہ صحابی اپنے بچوں کو بھوکے سلا دیتے ہیں اور خود بھوکے رہتے ہیں اور مہمان کی خاطر تواضع کرتے ہیں یہ تھی صحابہ کرام کی سخاوت ؎

کیسے صابر تھے محمدؐ کے گھرانے والے ؏ بھوکے رہتے تھے پر اوروں کو کھلا دیتے تھے

شیخ سعدی نے کیا خوب کہا ہے ؎

بخیلاں غم سیم و زر می خورند ؏ سخیاں ز اموال بر می خورند
بہشتی نباشد بحکم خبر ؏ بخیل ار بود زاہد بحر و بر

حاتم کا نام کس نے نہیں سنا۔ اسکی شہرت صرف سخاوت کی وجہ سے ہوئی۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں اسکی بیٹی گرفتار ہو کر آئی تو حضورؐ نے حاتم کی سخاوت کی وجہ سے اسکو چھوڑ دیا۔ جو سخاوت کرتا ہے اسکا نام اور کام ہمیشہ دنیا میں زندہ رہتا ہے۔ خدا ہم سب کو سخاوت کی خوبی عطا کرے آمین